اسلام میں مزدوروں کے حقوق

تحریر : محمد عبد الغفار عبد الرحمٰن الشریف ۔ مدینہ منورہ
ترجمہ : ابو عبد الرحمٰن شبیر احمد بن نور احمد نورانی

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین ولا عدوان الا علی الظالمین والصلاۃ والسلام علی اشرف الانبیاء وخاتم المرسلین وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین ——— وبعد:

مغرب کے مفکر اوران کے حاشیہ نشین بلند بانگ انداز سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے انقلاب فرانس کے بعد حقوق انسانی کا تقرر کیا ہے۔ اور یہی بات مشرق کے مفکر اوران کے خوشہ چین کر رہے ہیں کہ انہوں نے یہ حقوق سوشلسٹ انقلاب کے بعد انسانیت کو دیئے ہیں اور اس سلسلے میں اسلام کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں کہ وہ اس معاملے میں ناقص ہے۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر وہ مزدوروں جیسے کمزور طبقے کے حقوق کے معاملے میں اسلام کو ظالم شمار کرتے ہیں۔

چنانچہ میں نے اس مختصر سے مضمون میں ان کی کج فہمی کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ صرف اللہ رب العالمین پر میرا بھروسہ ہے اسی سے تعاون و توفیق کا طلبگار ہوں۔ اگر بات صحیح بن گئی تو یہ صرف اللہ رب العالمین کی عنایت ہے اور اگر کمی رہ گئی تو قصور صرف میری ذات کا ہے۔ لہٰذا میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔

•○•

مقدمہ: **"عمل" کا لغوی مفہوم** | عربی زبان میں "عمل" یعنی، محنت، صنعت اور طرح کے فعل کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع "اعمال" استعمال ہوتی ہے۔ ایسے کام کرنے والے کو "عامل" کہتے ہیں۔ اس لفظ کی جمع "عمال" یا "عاملین" استعمال ہوتی ہے۔

لفظ "عمل" قرآن حکیم میں ۳۶۰ آیات میں اور لفظ "فعل" ۱۰۹ آیات میں استعمال ہوا ہے۔ بعض جگہ تو مطلق استعمال ہوا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا (فصلت ۳۳)

"اور اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا۔"

چنانچہ یہاں لفظ "عمل" عام ہونے کی وجہ سے دینی عمل اور دنیوی عمل دونوں کے لئے یکساں استعمال ہوا ہے۔

بعض دوسری آیات میں لفظ "عمل" صرف دنیوی اعمال کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ"
(یٰس ۳۵)

"تاکہ یہ کھائیں اس کے پھل اور وہ چیزیں جو ان کے اپنے ہاتھ بناتے ہیں۔"

کام کی اہمیت

علومِ معاشرت کے اہلِ علم کہتے ہیں "انسان اپنی طبیعت کے لحاظ سے معاشرت پسند ہے اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس انداز سے انسان کو پیدا کیا ہے، وہ غذا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، اللہ تعالیٰ نے انسان کو فطری طور پر تلاشِ غذا کی رہنمائی فرمائی ہے اور اس کام کی استعداد بھی اس کے اندر رکھ دی ہے۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ ایک آدمی تنہا بقدرِ ضرورت غذا حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اگر کم از کم ایک دن کی خوراک گندم کو ہی فرض کرلیں تب بھی اسے پیسنے، گوندھنے اور پکائے بغیر خوراک حاصل نہیں ہو سکتی، اور ان تینوں کاموں کے اپنے اپنے آلات اور مشینیں ہیں جن سے کام مکمل کیا جاتا ہے بلکہ ہر کام ایک علیحدہ صنعت ہے: پہلا کام پیسنے والے کا ہے جو کہ عام طور پر لوہار کرتا ہے۔ دوسرا کام ایک ملازم کرتا ہے اور تیسرا کام باورچی کا ہے۔

چنانچہ ضرورت یہ ہے کہ کافی لوگ مل کر کام کریں تاکہ ان سب کے لئے خوراک کا انتظام ہوسکے اور تعاونِ باہمی کے نتیجے میں ہی بہت سارا کام نمٹ سکتا ہے۔

اسی طرح ہر آدمی اپنے دفاع اور تحفظ کے معاملے میں بھی دوسروں کا محتاج ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے مختلف حیوانات کی مختلف طبیعتیں بنائی ہیں اور ان میں قسم ہا قسم کی قوتیں اور صلاحیتیں رکھی ہیں اور یہ قوتیں انسان کی قوتوں کے مقابلے میں بہرحال زیادہ ہیں

البتہ اللہ تعالےٰ نے اس کے بدلے انسان کو غور و فکر اور ہاتھ کی طاقت دی ہے اور ہاتھ انسانی سوچ کو صنعت کی شکل میں عملی جامہ پہنا سکتا ہے ۔ صنعتوں کے ذریعے ایسے ایسے ہتھیار تیار کئے جا سکتے ہیں جن سے حیوانات کے مقابلے میں دفاع کا کام لیا جا سکے ۔ چنانچہ ایک تنہا آدمی کی قوت ان حیوانات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی اور خاص طور پہ درندہ حیوانات کا مقابلہ تو بالکل ناممکن ہے ۔ اسی طرح مختلف قسم کے دفاعی ہتھیار ایک ہی آدمی تو نہیں استعمال کر سکتا لہٰذا دوسرے افراد سے تعاون ناگزیر ہے ۔ لہٰذا انسانیت کے لئے مل کر رہنا بھی لازمی ہے ۔ اور اسی طرح باہمی تعاون عمل بھی ضروری ہے ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا منشا بھی نامکمل رہ جاتا ہے کیونکہ انہی انسانوں کے ذریعے کائنات کی تعمیر ہونی ہے اور یہ تعمیر اشتراکِ عمل سے ممکن ہے ۔

اسلام کی نگاہ میں کام کی اہمیت

دوسری امتوں کے مقابلے میں اسلام کی نگاہ کام سے متعلق بہت مختلف ہے ۔ کیونکہ یہ اہم ترین عنصر قوموں کی زندگی کا ضامن ہے ۔ دورِ اسلام سے پہلے والی امتیں کام کو برا سمجھتی تھیں اور خاص طور پہ فنی قسم کے کاموں کو ، بلکہ معاشرتی تقسیم بھی انہی کاموں کی وجہ سے ہوتی تھی ۔ چنانچہ چینی معاشرہ ۶۸۳ ـــ ۶۲۰ قبل مسیح جوان جوغ کے زمانے میں تین حصوں میں منقسم تھا ۔

۱ ۔ شاہی خاندان ۲ ۔ سردارانِ قوم

۳ ۔ رعایا

رعایا ہی معاشرے میں کام کرنے والا طبقہ تھا ۔ یونانی ، رومانی ، فارسی اور مصری معاشرے کا حال بھی اس سے زیادہ بہتر نہ تھا ـــ عرب بھی دورِ جاہلیت میں تجارت اور لوٹ مار میں مصروف رہتے تھے ۔ زراعت ، صنعت اور کشتی رانی جیسے پیشوں سے پہلوتہی کرتے تھے ۔

بنوتمیم ، بنو ازد کو کشتی ران ہونے کا طعنہ دیتے تھے ۔ اس لئے کہ بنو ازد کے نوجوان عام طور پہ عمان میں کشتی رانی کرتے تھے ۔ مکّہ کے قریش اہلِ مدینہ کو اس لئے حقیر سمجھتے تھے کہ وہ پیشہ زراعت سے منسلک تھے ۔

اسلام کا نقطۂ نظر کام سے متعلق بالکل ہی مختلف ہے ۔ اس کے نزدیک کام شرافت

اور عبادت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَاكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاؤدَ كَانَ يَاكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ

(صحیح البخاری کتاب البیوع باب کسب الرجل وعملہ بیدہ)

"سب سے بہتر کھانا اس آدمی کا ہے جو اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔"

کام کی شرافت بیان کرنے کے لئے یہ بات ہی کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوش سنبھالا ہے تو کام اور محنت سے ہی واسطہ پڑا۔ چنانچہ آپؐ نے بچپن میں بکریاں چرائیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات فخریہ بیان کیا کرتے تھے:

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ "مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا رَعَى الْغَنَمَ" قَالُوْا وَاَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ وَاَنَا رَعَيْتُهَا لِاَهْلِ مَكَّةَ عَلٰى قَرَارِيْطَ"

(بخاری کتاب الاجارۃ - باب رعی الغنم علی قراریط)

حضرت انسؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں، صحابہؓ نے دریافت کیا: کیا آپ نے بھی چرائی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں نے بھی اجرت پر اہل مکہ کی بکریاں چرائی ہیں۔"

(نوٹ: اس معنی کی حدیث صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، مؤطا امام مالک، طبقات ابن سعد، مسند الطیالسی اور مسند الامام احمد بن حنبل میں بھی موجود ہے)

اسلام نے صرف کام کی شرافت وعظمت ہی بیان نہیں کی، بلکہ اسے مسلمانوں کا فرض قرار دیا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ:

"مسلک امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل کے اکثر فقہاء کے علاوہ امام غزالی اور امام ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کاشت کاری، کپڑا سازی اور تعمیر عمارت اور اسی طرح کے دوسرے کام فرض کفایہ ہیں۔ اس لئے کہ اس کے بغیر لوگوں کی ضرورت پوری نہیں ہوسکتی" (النظام الدولۃ عند ابن تیمیہ صفحہ ۱۲۵ مؤلفہ محمد المبارک)

امام ابن تیمیہ مزید فرماتے ہیں:

حسب ضرورت جسمانی کام کرنے واجب ہیں۔ جیساکہ لوگوں کو تعلیم دینا اور فتویٰ دینا ضروری ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ضروری ہے۔

(نظام [illegible] ابن تیمیہ صفحہ [illegible])

اسلام میں حدودِ عمل

کام کا دائرہ اسلام میں بہت وسیع ہے۔ چنانچہ ہر قسم کا [illegible] یا انسانی فلاح کی کوشش یا انسانی شرافت و مقام و مرتبت کی حفاظت کا [illegible] ہر کام دائرہ عمل [illegible] زمان و مکان کی کسی قید و شرط کے بغیر [illegible] کام کے میدان [illegible] ہے جس قدر چاہے کام تلاش کرے بشرطیکہ اس کا کوئی نقصان نہ ہو اور حدود شریعت [illegible] مندرجہ ذیل دو طرح کے کاموں کے علاوہ ہر طرح کی کمائی حلال ہے:

(۱) ہر وہ محنت جسے شرعاً حرام قرار دیا گیا ہو جیسے جسم فروشی، علم نجوم وغیرہ وغیرہ۔ اس کا معاوضہ غلط کام [illegible] ہے۔ اسی طرح ہر وہ کام جو اگرچہ خود تو حرام نہ ہو لیکن کسی غلط کام کا تعاون ہو جیسے [illegible] پڑھائی وغیرہ وغیرہ۔

(۲) کسی ایسے کام کی نیابت کرنا جو ہر آدمی پر بذات خود واجب اور فرض ہو جیسے نماز روزہ۔ ایسے کاموں میں اصل مقصود تو یہ ہے کہ جس کی ذمہ داری ہے وہ خود ادا کرے لہٰذا ان کاموں میں کسی بندہ کی طرف سے نیابت نہیں ہو سکتی۔ ہاں البتہ [illegible] کی صورت میں (بیماری) حج میں نیابت ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ شریعت کے حکم نے اس کی اجازت دی ہے۔

مزدوروں کے حقوق

۱۔ روزگار کی فراہمی

اسلامی حکومت ہر ایسے کام کا اہتمام کرے گی جو فوائد کو حاصل کرنے یا نقصانات کو دور [illegible]

کا وسیلہ ہو اور اسی طرح حقوق اللہ اور حقوق العباد کے درمیان عدل و انصاف کا ذریعہ ہو۔ لہٰذا مسلمان حکومت کی یہ ذمّہ داری ہے کہ مسلمانوں کے روزگار کا صحیح انتظام کرے۔ اس سے بڑھ کر اس کی یہ ذمّہ داری بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کے لیے روزگار کا موقع فراہم کرے۔

منصب خلافت سنبھالنے کے بعد خلیفہ پنجم حضرت عمر بن عبدالعزیز کی اہلیہ ان کے پاس آئیں تو انہیں روتے ہوئے پایا۔ دریافت کیا، کیا ماجرا ہے؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا "مجھے امّت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ذمّہ دار بنا دیا گیا ہے تو جب میں نے بھوکے فقیر، لاچار مریض، نادار، مجبور، مظلوم، مسافر، قیدی اور بوڑھے کے معاملے پر غور کیا اور مجھے یہ یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ضرور مجھ سے ان سب کے بارے میں پوچھے گا تو مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ میرے پاس بچاؤ کی کوئی دلیل نہیں تو میں رونے بیٹھ گیا"۔

امام ابن حزم کہتے ہیں "ہر شہر کے امیر لوگوں کی ذمّہ داری ہے کہ وہ غریبوں کی کفالت کریں حاکم وقت ان کو اس بات پر مجبور کرے۔ اگر زکوٰۃ کی مد سے حاصل ہونے والا سرمایہ ان کی کفالت کے لیے کافی نہ ہو تو ان کے لیے اس قدر وسائل کا انتظام کیا جائے جس سے ان کی خوراک، گرمی سردی کا لباس اور ایسی رہائش دستیاب ہو جائے جس سے وہ بارش، دھوپ اور آفات سے پناہ لے سکیں"۔

اگر یہ بات مسلمان حکومت کی ذمّہ داری ہے کہ وہ ان کے لئے تمام بنیادی ضرورتوں کا انتظام کر دے تو کہیں زیادہ ذمّہ داری مسلمان حکومت پر اس بات کی عائد ہوتی ہے کہ وہ ہر فرد کے لئے باعزّت روزگار کا انتظام کرے، جسے وہ بآسانی ادا کر سکے تاکہ کسی آدمی کی زندگی معاشرے پر بوجھ نہ بنے۔

۲۔ حق اجرت:

"اجرت" لغوی لحاظ سے کسی کام کے معاوضے یا بدلے کو کہتے ہیں:

شرعی لحاظ سے | کوئی بھی مقررہ معاوضہ جو کسی بھی معلوم و معروف منفعت کی شکل میں ہو جو خرچ بھی کیا جا سکے اور مباح بھی ہو۔

اجرت کی اسلام میں کوئی محدود شکل نہیں ہے۔ چنانچہ جو چیز بھی کسی دوسری شے کی قیمت بن سکتی ہے۔ وہ اجرت اور معاوضہ بھی بن سکتی ہے۔ اجرت میں یہ شرط ضرور ہے کہ

وہ معلوم قسم کی جنس ہو، اس کی کیفیت اور مقدار بھی معلوم ہو۔ مزدوری مکمل عرصہ ملازمت کے لیے طے نہ کی جائے بلکہ کسی معینہ وقت تک کے لیے مزدوری طے کی جائے اس کے بعد یہ معاہدہ خواہ کتنا ہی عرصہ چلتا رہے تاکہ تجدید معاہدہ کا موقع باقی رہے۔

اس ضمن میں اسلام نے مزدوروں کے بہت سارے حقوق کا تحفظ کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ اجرت کی فوری ادائیگی:

قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم: اَعْطُوا الاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَجِفَّ عَرَقُہٗ (سنن ابن ماجہ، معجم الطبرانی، مسند ابویعلیٰ، مجموعی طور پر سند قابل اعتماد ہے)

"رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے فرمایا: مزدور کو پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری دے دو"

قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال اللّٰہ تعالیٰ: ثَلَاثَۃٌ اَنَا خَصْمُھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ کُنْتُ ... وَرَجُلٌ اِسْتَأْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْہُ الْعَمَلَ وَلَمْ یُعْطِہٖ اَجْرَہٗ

(صحیح البخاری کتاب البیوع - باب اثم من باع حرّاً)

"رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے فرمایا اللّٰہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ قیامت کے روز تین آدمیوں کے خلاف میں خود مقدمہ لڑوں گا اور جس آدمی کے مدّمقابل میں خود آگیا اسے بہرحال نیچا دکھا دوں گا (ان تینوں میں سے) ایک آدمی وہ ہے جس نے کسی کو اجرت پر رکھا پھر اس سے کام تو پورا لیا، لیکن اس کی اجرت نہ دی"۔

ان دونوں شرعی دلائل کے اندر ہم یہ بات بہت واضح انداز میں دیکھ رہے ہیں کہ اسلام نے کتنے ہی احسن طریقے سے مزدور کے حق کا تحفظ کیا ہے اور مالک کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی کہ وہ مزدور کا استحصال کر سکے۔ بلکہ فقہاء نے تو اس بات کی بھی اجازت دی ہے کہ مزدور کام کا کچھ حصہ اپنے پاس رکھ لے یہاں تک کہ مالک اس کی مزدوری چکا دے۔ اسلام کے انصاف کی یہ درخشاں مثال ہے کہ اس نے مزدور کی اجرت کا ہی تحفظ نہیں کیا بلکہ مالکوں کو اس بات کی بھی رغبت دلائی ہے کہ وہ مزدوروں کی عزت کریں، ان کی اجرت سے زیادہ ان کو دیں،

اور ایسے کاموں کو نیکی شمار کیا ہے (یہ مضمون متعدد احادیث میں موجود ہے)

ب ۔ کم از کم اجرت کا تقرر:

مالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ معاہدے کے مطابق طے شدہ اجرت ادا کرے بشرطیکہ معاہدہ فریقین کی رضامندی سے طے ہوا ہو اور اس میں کسی قسم کا دباؤ اور جبر بھی نہ ہو۔ خواہ یہ دباؤ حقیقی ہو یا معنوی۔

کبھی کبھی فریقین (آجر و اجیر یعنی مالک اور مزدور) غیر منصفانہ طرزِ عمل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر کاروبار کے حالات اچھے ہوں تو مالک دباؤ میں ہوتا ہے۔ اگر کاروبار مندہ ہو (خاص طور پر جن دنوں افرادی قوت وافر مقدار میں میسر ہو اور مزدوری سستی ہو) تو مزدور اپنی ضروریات سے مجبور ہو کر اپنی محنت سے بھی کم معاوضہ قبول کر لیتا ہے۔ اس صورت حال کا خود ساختہ قوانین (وہ قوانین جو انسانوں نے از خود بنائے ہیں اور وہ کسی آسمانی شریعت کے تابع نہیں ہیں) کے اندر تو کوئی حل موجود نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان کی نگاہ میں جبر و اکراہ مالک کی طرف سے نہیں ہے بلکہ واقعاتی حالات کی وجہ سے ہے۔ البتہ اسلام نے ایسی صورت حال میں بھی ایک عادلانہ حل پیش کیا ہے جو حکیمانہ نظام کا آئینہ دار ہے

لہٰذا اضطراری حالت سے فائدہ اٹھانے کی وجہ سے ایسے معاہدے کو اسلام نے فاسد قرار دیا ہے اور یہ بات بھی لازمی قرار دی ہے کہ مزدور کو مروّجہ اصولوں کے مطابق اجرت دی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ (سورۃ الاعراف: ۸۵)

"لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو۔"

مسلمان حاکم کی ذمہ داری ہے کہ وہ مداخلت کرے اور مزدوروں کی اجرت مقرر کرے۔ دُرِّمختار میں ہے "مجبور کی خرید و فروخت فاسد ہے" شیخ ابن عابدین اس قاعدے کی تشریح ان الفاظ میں کرتے ہیں "یہ کہ انسان خورد و نوش لباس یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے مجبور ہو جائے، اور دکاندار بہت زیادہ قیمت پر سودا فروخت کرے۔ اسی کے برعکس معاملہ خرید کا بھی ہے"۔ اضطرار کو ثابت کرنے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ خرید و فروخت "غبن فاحش" ہو۔ اور غبن فاحش کی تعریف یہ ہے کہ اس طرح کی خرید و فروخت جو عام آدمی کے لئے ناقابل برداشت ہو جائے، البتہ تھوڑی بہت مہنگائی معاف ہے۔ کیونکہ اس کو اضطرار نہیں کہتے۔ اگر ہم اس بات کو دوسرے زاویے سے دیکھیں کہ خرید و فروخت میں رقم کے بدلے سامان دیا جاتا ہے۔ اور

مزدوری میں رقم کے بدلے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ لہٰذا حکم کے اعتبار سے مزدوری کو تجارت پر پر قیاس کرنا ممکن اور صحیح ہے۔ اگر کوئی آدمی اپنی زندگی یا افرادِ خانہ کی زندگی کی وجہ سے مجبور ہو جائے اور کوئی استحصال اسے کم اجرت پر رکھ لے تو اسلامی عدالت کی ذمہ داری ہے کہ اس کی مزدوری کو مقررہ حد تک طے کر دیئے، اسلام کے عادلانہ نظام کا یہی تقاضا ہے۔ اور یہی ۔۔ اس وقت ہوگا جب کوئی مالک مجبور ہو جائے اور اسے مروجہ اجرت سے زیادہ پر مزدور حاصل کرنا پڑے۔

ج : اضافی اجرت

مزدور کے ذمے صرف اتنا ہی کام لازمی ہے جو مالک کے ساتھ معاہدے میں طے پا گیا ہو۔ خواہ یہ مقررشدہ مقدار وقت کے لحاظ سے ہو (یعنی اتنے گھنٹے کام) یا کام کی مقدار کے لحاظ سے۔ اگر مالک اس سے زیادہ کام لے تو اضافی کام کے اعتبار سے مزدور کو اضافی اُجرت بھی ملے گی۔ اس لئے کہ اس نے اضافی محنت خرچ کی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان ہے۔

"فَاِذَا کَلَّفْتُمُوْھُمْ فَاَعِیْنُوْھُمْ"

"جب تم انہیں (مزدوروں کو) تکلیف میں ڈالو تو ان سے تعاون کرو"

د : اُجرت کے ملحقات

کھانا، لباس، علاج اور رہائش ملحقاتِ اجرت میں شامل ہیں "الاحکام العدلیہ" نامی رسالے میں ہے "اگر کسی علاقے میں یہ رواج ہو کہ وہاں مزدور کو کھانا بھی دیا جاتا ہے تو مالک کے ذمے کھانا دینا بھی لازمی ہوگا اور یہی حکم رہائش، لباس اور علاج کا بھی ہے۔ کیونکہ رواج عام شرط کے درجے میں ہوتا ہے۔ سئے۔ فقہ کا قانون ہے۔ عرفِ عام مقررکردہ شرط کے حکم میں ہوتا ہے۔ اس رائے کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :

"اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَطْعَمُ وَيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ وَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ ○"

(صحیح البخاری، کتاب الایمان باب ۲۲، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ۱۰)

یہ تمہارے بھائی تمہارے خادم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارا ماتحت بنایا ہے جس کسی کے ماتحت اس کا بھائی (دینی بھائی) ہو تو جس طرح کا خود کھانا ہو اسے بھی کھلائے، اور جس طرح کا خود پہنتا ہو اسے بھی پہنائے اور ان کی استطاعت سے زیادہ ان کو کام نہ دو، اور اگر ان کو ذمہ داری دے دو تو ان سے تعاون کرو"۔

۳ حادثات کا معاوضہ

دوران کام، کسی کام کی وجہ سے مزدور کو متعدد قسم کے خطرات درپیش ہوتے ہیں کبھی وہ زخمی ہو جاتا ہے، کبھی کوئی عضو ناکارہ ہو جاتا ہے اور کبھی کوئی ایک صلاحیت (سننا، دیکھنا وغیرہ) ضائع ہو جاتی ہے۔ چنانچہ وہ مزدور جزوی یا کلی طور پر بے کار ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی تو ایسے حادثات سے موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔ لہٰذا گورنمنٹ اور مالکوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ انتظام اور مکمل احتیاط کے تقاضے پورے کریں تاکہ مزدور کا تحفظ ہو سکے۔ اور کوئی تکلیف دہ حادثہ پیش آنے سے پہلے اس کا بچاؤ کیا جا سکے۔

اگر مزدور کا کوئی نقصان ہو جائے تو معاوضے کی ادائیگی ضروری ہے اور یہ معاوضہ نقصان اور تکلیف کے لحاظ سے ہوگا۔ کیونکہ یہ بات تو فقہ کے بنیادی قواعد میں سے ہے۔" لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ" نہ کسی کو تکلیف دینی ہے اور نہ خود تکلیف برداشت کرنی ہے"۔

اور دوسرا قاعدہ ہے" اَنَّ الضَّرَرَ يُزَالُ" تکلیف دہ چیز کو ختم کر دیا جائے" اور یہ بات بلاشک وشبہ کہی جا سکتی ہے کہ مالی معاوضہ ازالہ تکلیف کی ایک قسم ہے اور تکلیف کی سختی کو کم کر دیتی ہے"۔

لیکن سوال یہ ہے کہ تکلیف کی ذمہ داری اور معاوضہ کس پر عائد ہوگا؟ ہمارے خیال میں حالات کے لحاظ سے معاوضہ مختلف لوگوں پر عائد ہوگا۔

اگر ہدایات میں کوتاہی یا احتیاطات میں کمی کی وجہ سے حادثہ پیش آیا ہے تو ذمہ داری مالک کی ہے اور مالک کو ہی حادثے کی نوعیت کے لحاظ سے عوضانہ ادا کرنا پڑے گا اور معاوضے کا اندازہ ایسے تجربہ کار لوگوں کی رائے سے لگایا جائے گا جو ہر طرح کے لالچ اور بد دیانتی سے بری ہوں۔ معاوضے کے ضمن میں صحت مند ہونے تک علاج کا خرچ بھی شامل ہوگا اور جو کمی واقع ہوگئی ہے اس کی تلافی کا بھی لحاظ کیا جائے گا ــــ اور اگر حادثے کی وجہ سے مزدور مستقل "بے کار" ہو جائے تو مزدور کی فنی صلاحیت کے لحاظ سے جس قدر اس کا نقصان ہوا ہے اس کے اندازے سے عوضانہ ادا کیا جائے گا۔

اور اگر حادثہ مزدور کی غلطی کی وجہ سے ہوا ہو یا اتفاقی معاملہ پیش آگیا ہو تو مالک کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ البتہ تلافی مزدور کے مال سے کی جائے گی۔ یا پھر مسلمان حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس حادثے کے شکار شہری کی کفالت کرے۔ کیونکہ اسلامی حکومت کی ذمہ داری میں یہ شامل ہے کہ ہر مسلمان کی کفالت کرے۔

۴۔ پنشن

فقہ اسلامی کی کتابوں میں پنشن نامی کسی موضوع پر گفتگو نہیں کی گئی۔ کیونکہ اس طرح کی شکل اسلامی حکومت یا اسلامی معاشرے میں کبھی درپیش نہیں آئی تھی۔ البتہ شرعی دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمان معاشرے کے تمام افراد آپس میں ایک دوسرے کی کفالت کے ذمہ دار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ

(صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الوصاۃ بالجار، صحیح مسلم، کتاب البر، باب الوصیۃ بالجار)

"حضرت جبریل امین مجھے مسلسل پڑوسی کے بارے میں نصیحت کرتے رہے۔ مجھے تو یہاں تک گمان ہوگیا کہ شاید وہ پڑوسی کو جائیداد کا وارث بھی قرار دے دیں گے۔"

اور دوسری جگہ آپ صلّی اللہ علیہ نے فرمایا :

"اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰه

(صحیح بخاری - کتاب الادب ، باب من وصل وصله الله باب ۱۳ (معنوی طور پر حدیث موجود ہے) صحیح مسلم کتاب البر والصلة - باب صلة الرحم ۶)

اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :

" مَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلُ مَالٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَا مَالَ لَهٗ ، وَ مَنْ كَانَ لَهٗ فَضْلُ ظَهْرٍ فَلْيَعُدْ بِهٖ عَلٰى مَنْ لَا ظَهْرَ لَهٗ "

(ہمارے مروجہ صحیح مسلم کے اندر یہ روایت نہیں ہے - البتہ تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ یہی بات صحیح مسلم کتاب اللقطہ حدیث ۱۸ میں ہے

جس آدمی کے پاس زائد از ضرورت مال ہو وہ اس آدمی کو دے دے جس کے پاس مال نہ ہو اور جس کے پاس اضافی سواری ہو وہ اسے اس آدمی کو دے دے جس کے پاس سواری نہ ہو -"

اور اس کے بعد امیر المؤمنین اور بیت المال کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر فرد کی کفالت کرے - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا :

"كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ "

صحیح بخاری ، کتاب الاستقراض باب ۲۰ العبد راع ...... الخ)

"تم میں سے ہر فرد نگران ہے اور ہر آدمی اپنی رعایا کی حد تک جواب دہ ہے"

مزید ارشاد فرمایا :

اَنَا اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَيَّ قَضَاؤُهٗ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ

(صحیح بخاری کتاب الفرائض باب ۴ ، صحیح مسلم کتاب الفرائض باب ۴)

"میں اہل ایمان سے بہت قریب ہوں ، جو آدمی مقروض مرا ہو اور کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جس سے اس کے قرض کی ادائیگی ہو سکے تو اس کی ادائیگی میرے ذمے ہے اور جو آدمی مال چھوڑ کر مرے تو وہ مال اس کے ورثاء کا ہے -

اور ایک دوسری روایت میں ہے :

مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضِيَاعًا فَلْيَأْتِنِيْ فَأَنَا مَوْلَاهُ

(صحیح البخاری۔کتاب التفسیر سورت الاحزاب ع۲۳ ۔ ابتداء میں
صحیح مسلم ۔ کتاب الفرائض باب ع۴)

جس نے قرض چھوڑا یا ہرجانہ ادا کرنا ہو تو وہ (طلبگار) میرے پاس آئے
اس کا سرپرست میں خود ہوں ۔

یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ :

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بوڑھے یہودی کو مانگتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا : " ہم نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا، ہم نے تیری جوانی کی کمائی تو لے لی ہے البتہ بڑھاپے میں تجھے بے یار و مددگار چھوڑ دیا ہے ، پھر اس کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا ۔"

اگر پنشن کا موجودہ نظام اسلامی نظام میں موجود نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اسلامی حکومت ایسا نظام بنا سکتی ہے جو موجودہ پنشن سے قریب تر ہو۔کیونکہ مصالح مرسلہ[1] بھی بعض فقہاء کے نزدیک شریعت کا ایک حصّہ ہے

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے :

" اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ أَنّٰى وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ النَّاسِ بِهَا "

(سنن الترمذی ۔کتاب العلم ۔ آخری باب، آخری حدیث)

دانائی مومن کی گم کردہ متاع ہے وہ جہاں بھی اسے پائے دوسروں کے مقابلے میں
وہ زیادہ حقدار ہے ۔"

آخری بات

اس مختصر سی بحث سے معلوم ہوا کہ اسلام نے تمام نظاموں سے پہلے مزدوروں کے حقوق کا

---

[1] جس بات کا حکم یا نہی شریعت میں موجود نہ ہو اگر حالات کا تقاضا ہو تو کسی مفید کام کو اختیار کرنے کا نام " مصالح مرسلہ " ہے ۔گویا کہ حرام ، حلال کے علاوہ قانون سازی کی آزادی کا نام ہے ۔

تعیّن کیا ہے بلکہ اسلام نے تو ایسی ضمانتیں فراہم کی ہیں کہ کسی طرح بھی مزدوروں کے حقوق سے کھیلا نہیں جاسکتا. لہٰذا کسی نام نہاد مسلمان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسلام کو کسی بھی میدان میں ناقابلِ عمل ہونے کا الزام دے سکے اور وہ یہ خیال کرتا رہے کہ اسلام نے مسلمانوں کو صرف حدود مسجد میں قید کر رکھا ہے اور مسلمانوں کو نماز روزے کے علاوہ کسی بات کی خبر نہیں. بلکہ ہم تو پورے فخر اور اعتماد سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ

"اے گھاس پھوس جیسی بے حقیقت تہذیب و تمدّن پر اترانے والے یہ بات کھلے دل سے جان لے کہ اسلام نے سب سے پہلے حقوق انسانی مقرر کئے ہیں۔ اور یہ بات صرف نظریاتی نہ تھی بلکہ صحابہ کرام نے اس کو حقیقت کا جامہ پہنا کر دکھایا ہے۔"

میرے مسلمان بھائیو! یہ بات واضح رہے کہ اسلام کسی کے دفاع کا محتاج نہیں. یہ مختصر سا مضمون تو صرف اس لئے تحریر کیا ہے کہ اسلام کے بعض درخشاں پہلو آپ کے سامنے روز روشن کی طرح واضح ہوجائیں۔

والحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على اشرف الخلق وخاتم النبيّين واصحابه اجمعين!

ماخوذ از مجلہ "هٰذه سبيلي" مجلة المعهد العالي للدعوة الاسلامية - جامعة الامام محمّد بن سعود الاسلامية رياض - سعودي عربيه

نماز سے متعلق جملہ مسائل کے بیان پر مشتمل ایک نہایت گرانقدر کتاب

نمازِ مسنون تالیف: حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

جس میں بیان مسائل کے ساتھ ساتھ کتاب اللہ، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ صحابہ رض سے دلائل بھی درج کیے گئے ہیں ——— قیمت ۵/۰ روپے

بڑے سائز کے ۲۳۰ صفحات۔ عمدہ سفید کاغذ۔ اعلیٰ کتابت۔ معیاری طباعت۔ دیدہ زیب جلد۔

ناشر: مکتبہ دروس القرآن، فاروق گنج، گوجرانوالہ